روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 20 ستمبر 2010ء 10 شوال 1431 ہجری 20 تبوک 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 194

شہتوت کا درخت

حضرت امام شافعیؒ سے کسی ملحد نے سوال کیا کہ خدا کے وجود کی دلیل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ یہ سامنے والا شہتوت کا درخت۔ وہ حیران ہو کر بولا۔ کس طرح؟ حضرت امامؒ نے کہا اس کے پتے دیکھو بظاہر کتنے حقیر نظر آتے ہیں لیکن ان کی گوناگوں خاصیتوں پر نگاہ ڈالی جائے تو انسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ ان پتوں کو ہرن کھاتا ہے تو مشک بن جاتے ہیں مکھی کھاتی ہے تو شہد بن جاتے ہیں کیڑا کھاتا ہے تو ریشم بن جاتے ہیں مگر جب بکری کھاتی ہے تو یہ مینگنیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کیا یہ بات عقل میں آسکتی ہے کہ ان حقیر پتوں میں یہ متنوع خصوصیات آپ سے آپ آگئی ہیں اور کوئی ان کا پیدا کرنے والا نہیں۔

(خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کا اسلامی تصور ص18)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

اے ہموطن پیارو! یہ برا ماننے کی بات نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسی نقصان سے جو وید میں پایا جاتا ہے آریہ ورت کے لاکھوں ہندو جو جین مت وغیرہ ناموں سے اپنے تئیں منسوب کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے وجود اور اس کی صفات کی نسبت وید کی تعلیم سے کوئی تسلی نہیں پائی۔ بعض پنڈتوں سے ہم نے خود سنا ہے کہ ہم نے چاروں وید پڑھے مگر ہمیں اب تک یقینی طور پر معلوم نہیں ہوا کہ کہیں وید میں خدا کا ذکر بھی ہے۔ بعض نے اس دعویٰ کی ذمہ واری اس قدر اپنے ذمہ قبول کر لی ہے کہ اگر وید میں کوئی خدا کا ذکر ثابت کر کے دکھلاوے تو ہم اس کو اپنی لڑکی دینے کو تیار ہیں اور یہ عذر پیش کرنا فضول ہے کہ وید ابتدائے زمانہ کی کتاب ہے لہٰذا اس وقت وید نے غیر ضروری سمجھا کہ خدا کی ہستی اور اس کی صفات کاملہ کا تازہ طور پر ثبوت دے اور اس کے علم غیب اور دوسری صفات کے تازہ نمونہ دکھلاوے کیونکہ بلاشبہ جیسا کہ انسان اس زمانہ میں اس بات کا محتاج ہے کہ خدا کی صفات کے تازہ نمونے دیکھے اس وقت بھی محتاج تھا کیونکہ انسان محض تاریکی میں پیدا ہوتا ہے اور پھر خدا کے کلام کے ذریعہ سے اس کو روشنی ملتی ہے اور پھر اس دعوے کا ثبوت کہاں ہے کہ وید ابتدائی زمانہ کی کتاب ہے بلکہ خود وید سے پتہ ملتا ہے کہ مختلف زمانوں میں اس کا مجموعہ تیار ہوا ہے اور وہ درحقیقت بہت سے رشیوں کے اقوال ہیں نہ صرف چار[4] کے۔ چنانچہ سکتوں کے عنوان پر جا بجا یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ ماسوا اس کے پارسیوں کو اپنی کتاب کی قدامت کی نسبت آریوں سے بڑھ کر دعوٰے ہے۔ پس ان غیر مثبت دعووں کو پیش کرنا جائے شرم ہے۔ اول آریوں کو یہ چاہئے کہ کسی عدالت میں پارسیوں پر نالش کر کے ویدوں کی قدامت کی نسبت اپنے حق میں ڈگری کرالیں اور پھر قدامت کا دعویٰ کریں اور بغیر ایسے فیصلہ کے جو ناطق ہو تمہیں کیا معلوم ہے کہ قدامت کے دعویٰ میں تم سچے ہو یا پارسی سچے ہیں۔

علاوہ اس کے خدا کا کلام صرف ابتدائے زمانہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ وہ تو حاجت کے وقت پر انسانی نسل کے درست کرنے کے لئے آتا ہے پس یہ عذر بدتر از گناہ ہے اور ہرگز قبول کرنے کے لائق نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اور تو اور ان رشیوں کا ایمان بھی خدا کے وجود پر محض شکی اور ظنی درجہ پر ہوگا جن پر خدا کی ہستی اور اس کی صفات کے بارے میں کوئی یقینی حقیقت نہیں کھولی گئی اور محض قصے ان کے آگے رکھ دئے گئے کہ پرمیشر عالم الغیب ہے اور پرمیشر سرب شکتی مان ہے اور پرمیشر دیالو ہے۔ ایک دانشمند جو سچی معرفت کا پیاسا ہے سمجھ سکتا ہے کہ بھلا ان قصوں سے کیا بن سکتا ہے؟

(چشمہ معرفت، روحانی خزائن جلد23 ص40)

لہو ولعب ہماری زندگی کا مقصد نہیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’آج کل تو دنیا کی چمک دمک اور لہو ولعب، مختلف قسم کی برائیاں جو مغربی معاشرے میں برائیاں نہیں کہلاتیں لیکن (۔) تعلیم میں وہ برائیاں ہیں، اخلاق سے دور لے جانے والی ہیں، منہ پھاڑے کھڑی ہیں جو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لینے کی کوشش کرتی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا پہلے روشن خیالی کے نام پر بعض غلط کام کئے جاتے ہیں اور پھر وہ برائیوں کی طرف دھکیلتے چلے جاتے ہیں۔ تو یہ نہ ہی تفریح ہے، نہ آزادی بلکہ تفریح اور آزادی کے نام پر آگ کے گڑھے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر انتہائی مہربان ہے، مومنوں کو کھول کر بتا دیا کہ یہ آگ ہے، یہ آگ ہے اس سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنی اولادوں کو بھی بچاؤ۔ نوجوان لڑکے لڑکیاں جو اس معاشرے میں رہ رہے ہیں ان کو بھی میں کہتا ہوں کہ یہ تمہاری زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ یہی ہماری زندگی کا مقصد ہے کہ اس لہو ولعب میں پڑا جائے، یہی ہمارے لئے سب کچھ ہے۔ ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے تمہارے میں اور غیر میں فرق ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہر احمدی کو ہر قسم کے ظلم سے بچنے کی ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 23/اپریل 2010ء۔ الفضل انٹرنیشنل 14 مئی 2010ء)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

مشعل راہ

دعا ہی ہمارا اوڑھنا اور بچھونا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 28 نومبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

دعا ہی ہے جو ہمارا اوڑھنا، ہمارا بچھونا ہو۔ دعا ہی ہے جس پر ہمیں مکمل طور پر یقین ہونا چاہئے، اس کے بغیر ہماری زندگی کچھ نہیں۔ ربوہ سے بھی اور پاکستان سے مختلف جگہوں سے بھی بڑے جذباتی خط آتے ہیں کہ پتہ نہیں ہم خلافت سے براہ راست، ان معنوں میں براہ راست کہ بغیر کسی واسطہ کے کیونکہ ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے براہ راست دیکھنے اور سننے کے سامان تو ہو گئے ہیں لیکن یہ سب کچھ یکطرفہ ہے کب ہماری آزادی کے حالات پیدا ہوتے ہیں جب دونوں طرف سے ملنے کے سامان ہوں، کب ہم آزادی سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اظہار بازار میں کھڑے ہو کر کر سکتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ لگے کہ اصل محبت کرنے والے تو ہم لوگ ہیں۔ کب قانون میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گی۔ تو میرا جواب تو یہی ہوتا ہے کہ ان کو کہ جیسا کہ گزشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں سنبھالتا رہا ہے، ہماری مشکلیں آسان کرتا رہا ہے، آج بھی وہی خدا ہے جو ان دکھوں کو دور کرے گا (۔) بظاہر ناممکن نظر آنے والی چیز، ناممکن نظر آنے والی بات محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ممکن بن جایا کرتی ہے اور (۔) بن جائے گی۔ بڑے بڑے فرعون آئے اور گزر گئے لیکن الٰہی جماعتیں ترقی کرتی ہی چلی گئیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مضطر بن کر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکیں۔ اس لئے رمضان میں جس طرح دعاؤں کی توفیق ملی اس معیار کو قائم رکھیں گے تو کوئی چیز سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ بہت سے باہر سے ربوہ جانیوالوں نے بتایا اور لکھا کہ رمضان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے عبادت کرنے والوں سے بھری پڑی تھیں اور یہی حال دنیا میں ہر جگہ تھا، یہاں بھی آپ نے دیکھا۔ تو (۔) کی آبادی کا یہ انتظام اگر جاری رہے گا، اس میں سستی نہیں آئے گی۔ اب اس میں صرف ربوہ ہی نہیں بلکہ جہاں جہاں احمدی آبادیاں ہیں، اپنی (۔) کو آباد رکھنے کی کوشش کریں گی اور ہماری (۔) تنگ پڑنی شروع ہو جائیں گی۔ اتنی حاضری ہو گی کہ ہر بچہ، ہر بوڑھا، ہر جوان نمازوں کے دوران (۔) کی طرف جائے گا۔ تو یہ کیفیت جب ہو گی تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ہماری دعاؤں کو بہت سنے گا۔ اسی طرح گھروں میں بھی خواتین نمازوں اور عبادات کا خاص اہتمام کریں اور پھر دیکھیں کہ (۔) اللہ تعالیٰ کس طرح مدد کو آتا ہے۔ اسی طرح جب ہم سب مل کر دعائیں کریں گے، اللہ کے حضور جھکیں گے، عبادات بجا لانے کی کوشش کریں گے تو اس کی مثال اس تیز بہاؤ والے پانی کی طرح ہی ہے جب پہاڑی راستوں سے گزرتا ہوا جہاں دریا کا پاٹ تنگ ہوتا ہے، یہ پانی گزر رہا ہوتا ہے تو اپنے راستے میں آنے والے پتھروں کو بھی کاٹ رہا ہوتا ہے اور انہیں بعض اوقات بہا بھی لے جاتا ہے۔ اور بڑے بڑے شہتیروں کے بھی ٹکڑے کر رہا ہوتا ہے۔ اس کی اتنی تیز رفتار ہوتی ہے کہ اس کے سامنے کوئی ٹھہر نہیں سکتا۔ تو جب مل کر سب دعا کریں گے۔ اکٹھا کر کے جب دعائیں ہو رہی ہوں گی ساروں کی، ایک طرف بہاؤ ہو رہا ہو گا تو اس دریا کے پانی کی طرح اس کے سامنے جو بھی چیز آئے گی خس و خاشاک کی طرح اڑ جائے گی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مستقل مزاجی اور باقاعدگی سے اس طرف توجہ رہے۔ رمضان گزر جانے کے بعد ہم ڈھیلے نہ پڑ جائیں، ہماری (۔) ویران نہ نظر آنے لگیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔ جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آ جاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا امن یجیب (۔)

(الحکم 2/ مارچ 1908ء)

پھر فرمایا:

''دوسری شرط قبولیت دعا کے واسطے یہ ہے کہ جس کے واسطے انسان دعا کرتا ہو اس کے لئے دل میں درد ہو (۔)

(الحکم 31/ اگست 1901ء صفحہ 13)

خدا خیر کرے......

ہر طبیعت میں ہے ہیجان خدا خیر کرے
آج انساں ہے پریشان خدا خیر کرے

ہر جہت امن کا فقدان خدا خیر کرے
کیا ہو اس درد کا درمان خدا خیر کرے

کھو دیا عبد کا اعزاز خدا بن بیٹھا
ہے بہت مہرباں شیطان، خدا خیر کرے

میرے اعمال کے خاکے پہ یہ عنوان جچا
ہے فقط نام کا ایمان، خدا خیر کرے

ہم گرفتار ہوس، حرص و طمع کی تصویر
ہم بنے آج کے سلطان، خدا خیر کرے

کیسی تذلیل کی انسان نے انسانوں کی
روح تک ہو گئی بے جان، خدا خیر کرے

دل مضطر کی سکینت کے بہانے ڈھونڈو
اس کو اپنی نہیں پہچان، خدا خیر کرے

پھول اک وجہ تزئین گلستاں ہی نہیں
گردشِ وقت کا اعلان، خدا خیر کرے

عارض وقت پہ کچھ یوں لکھا دیکھے ہُوں شمیؔم
آئے گا نوح کا طوفان، خدا خیر کرے

پروفیسر ڈاکٹر محمد شمیم

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

ش۔انجم

خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراؓ

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول کریم سیدالانبیاء حضرت محمد ﷺ کی پیاری صاحبزادی جگر گوشہ رسول سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراؓ عظمت و مرتبت، شان و مقام کے اعتبار سے خواتین اسلام میں ایک ممتاز اور بلندو بالا درجہ رکھتی ہیں۔

نام وکنیت

آپ کا نام فاطمہ تھا۔ آپ کی کنیت ام الحسنین تھی۔ اس لئے کہ آپ حضرت امام حسنؓ اور حضرت سیدالشہداء حضرت امام حسینؓ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ آپ کے مشہور القاب زہرہ بتول، سیدۃ نساء العالمین اور سیدۃ نساء اہل الجنہ ہے۔ آپ کے بارے میں ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا اے فاطمہ کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم تمام دنیا کی عورتوں کی سردار ہو۔ یا تم اس امت کی عورتوں کی سردار ہو۔

(بخاری ومسلم)

عربی زبان میں فطم کے معنی ہیں باز رکھنا اور فاطمہ کے معنی ہیں باز رہنے والی۔ آپ یقیناً دنیا اور علائق دنیا سے پاک اور باز رہنے والی تھیں۔ آپ کے لقب بتول کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ وہ جس کا دنیا و مافیہا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ ان القاب کو پڑھ کر آپ کے فضل وکمال اور مرتبہ کا روشن ثبوت ملتا ہے۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ تھا اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے۔ فاطمہؓ بنت خدیجہؓ بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی۔

حضرت فاطمہؓ کے سن ولادت میں اختلاف ہے۔ حضرت سیدہ کا 1 بعثت والا سن ولادت زیادہ تر درست تسلیم کیا گیا ہے۔

بچپن کے واقعات

سیدہ فاطمہ زہراؓ نے رسول اللہؐ کے دامان عاطفت میں پرورش پائی۔ آنحضورؐ کے روحانی علوم و لطائف کا عکس سیدہ فاطمہؓ کی سیرت صالحہ پر نقش تھا۔ سیدہ فاطمہ زہرہؓ کے بچپن کے بہت سے واقعات کتب سیرت مبارکہ میں درج ہیں۔ میں یہاں چند مشہور واقعات کا ذکر کرتی ہوں۔

رسول اللہؐ سے محبت کا اظہار

سیدہ فاطمہ رسول اللہؐ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں اور سیدنا رسول کریمؐ کی ذرا سی تکلیف سے بے چین ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہؐ کسی راستہ سے گزر رہے تھے کہ ایک سنگدل مشرک نے آپؐ کے سراقدس پر خاک ڈالی دی۔ آپؐ اسی حالت میں گھر تشریف لے آئے۔ سیدہ فاطمہؓ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو بے قرار ہو گئیں۔ فوری طور پر پانی لے آئیں اور آپؐ کا سراقدس دھوتی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔ آنحضورؐ نے ان کو یوں روتے دیکھا تو فرمایا بیٹی! رو نہیں، اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچائے گا۔

اسی طرح ایک مرتبہ آنحضورؐ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز ادا کر رہے تھے جب کفار پاس ہی ایک جگہ پر اکٹھے ہو کر بیٹھے ہوئے تھے کفار میں سے ایک نے سرور کائناتؐ کی طرف دیکھ کر کہا، تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو؟ پھر اس نے کفار کو مخاطب کر کے کہا، تم میں سے کوئی ایسا ہے جو جائے اور اونٹ کی اوجھڑی لائے تاکہ جب محمدؐ سجدے میں جائیں تو وہ ان کے کندھوں کے اوپر ڈال دے۔ اس پر ایک بدبخت اٹھا جس کا نام عقبہ بن ابی معیط تھا۔ یہ شخص بھاگ کر گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اونٹ کی اوجھڑی لے کر آ گیا اور آنحضورؐ کے مبارک شانوں کے درمیان اس وقت رکھ دی جب کہ آپؐ سجدے کی حالت میں تھے۔ سیدنا رسول کریمؐ نے اس حال میں سجدے سے سر مبارک نہ اٹھایا تمام کفار یہ دیکھ کر ہنسنے لگے اور خوشی کا اظہار کرتے تھے۔ کسی بھی کافر نے آگے بڑھ کر اس اوجھڑی کو نہ اٹھایا حتیٰ کہ حضرت فاطمہؓ کو خبر ہوئی وہ آئیں اور انہوں نے سرکار دو عالمؐ کے شانوں سے اس اوجھڑی کو اٹھایا اور ان کافروں کو برا بھلا کہا۔ اس وقت آنحضورؐ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اے اللہ! ان بدبختوں کو میں تیرے سپرد کرتا ہوں۔

رسول اللہؐ کا سفر طائف

رسول اللہؐ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کہیں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں سیدہ فاطمہؓ سے مل کر رخصت ہوتے اور جب واپس آتے تو سب سے پہلے سیدہ فاطمہؓ سے ملتے۔ روایات میں آتا ہے کہ سفر طائف کے وقت بھی آنحضورؐ سیدہ فاطمہؓ سے شفقت و محبت فرمانے کے بعد روانہ ہوئے۔ جب آنحضورؐ طائف سے لوٹے تو خستگی اور زخموں کی وجہ سے نڈھال تھے۔ پیاری صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ نے اپنے والد گرامی کا حال دیکھا تو بہت پریشان اور مضطرب ہوئیں اور آنحضورؐ کی خدمت کرنے میں دن رات ایک کر دی۔ سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ سیدہ ام کلثومؓ بھی آنحضورؐ کی خدمت میں مصروف رہیں۔ جب تک آنحضورؐ کے زخم مندمل نہ ہوئے اور مکمل طور پر صحت یاب نہ ہوئے سیدہ فاطمہؓ اور ان کی بہن کلثومؓ کو چین نہ آیا۔

شادی

ذی الحجہ 2 ھ میں آنحضورؐ نے سیدہ فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ کے ساتھ کر دیا۔ اس وقت سیدہ فاطمہؓ کی عمر مبارک پندرہ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی۔ جب کہ حضرت علیؓ کی عمر مبارک اکیس برس پانچ ماہ تھی۔

روایات میں آتا ہے کہ نکاح سے قبل آنحضورؐ نے سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ علی تمہارا رشتہ چاہتے ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ کچھ نہ بولیں خاموش رہیں۔ اس کے بعد آنحضورؐ نے حضرت علیؓ سے ان کا نکاح کر دیا۔ اسی واقعہ سے فقہا کرام نے استنباط فرمایا کہ ’’کنواری لڑکی کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت کے مانند ہے‘‘۔

حضرت فاطمہؓ اور غزوہ احد

غزوہ احد کے موقع پر جب آنحضرتؐ شدید زخمی ہوئے تو اس کی خبر حضرت فاطمہؓ کو ہوئی اور آپؓ شدید بے چین و بے قرار ہو گئیں۔ بخاری کتاب المغازی میں تحریر ہے کہ میدان جنگ کی یہ خبر جب مدینہ منورہ پہنچی اور سیدہ فاطمہؓ نے سنا تو باپردہ حالت میں چند ہمراہیوں کے ساتھ کوہ احد کی طرف روانہ ہوئیں اور میدان جنگ میں پہنچ کر اس مقام کی طرف گئیں جہاں پر آنحضورؐ تشریف فرما تھے۔ حضرت علیؓ نے سیدہ فاطمہؓ کو غمگین و ملول دیکھ کر بہت کچھ تسلی و تشفی دی۔ زخموں کی شدت سے آنحضورؐ کو ضعف ہو گیا تھا اور ابھی تک آپؐ کے زخموں سے خون جاری تھا۔ سیدہ فاطمہؓ آنحضورؐ کے پاس رہیں اور حضرت علیؓ پانی لینے گئے، پانی لے کر آئے اور آنحضورؐ کے زخموں پر پانی ڈالنا شروع کیا سیدہ فاطمہؓ زخموں کو دھوتی جاتی تھیں مگر زخم ایسا کاری تھا کہ بار بار دھوئے جانے پر بھی خون بند نہ ہوتا تھا آخر سیدہ فاطمہؓ نے کپڑے کا ایک ٹکڑا جلایا اور زخم میں بھرا جس سے خون بند ہو گیا۔

آنحضرتؐ کے وصال کے وقت

روایات میں آتا ہے کہ آنحضورؐ کی وفات سے چند دن قبل آپؐ کو بخار لاحق ہو گیا اور دن بدن مرض کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔ بیماری کے ایام میں سیدہ فاطمہؓ عیادت اور تیمارداری کی غرض سے حاضر خدمت رہتی تھیں۔ ایک دن جب کہ مرض کافی شدید تھا سیدہ فاطمہؓ کو بلایا جب وہ آپ کے پاس آئیں۔ ان کو پہلو میں بٹھایا اور ان کے کان میں کچھ فرمایا۔ جسے سن کر سیدہ فاطمہؓ رونے لگیں۔ اس کے بعد پھر کان میں کچھ فرمایا تو خوش ہو کر ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہؓ سے کہا میں نے کسی رونے والے کو ہنستا ہوا اور کسی غم کو خوشی کے ساتھ معاون و متصل نہیں دیکھا جیسا کہ میں نے آج دیکھا ہے اس کا سبب کیا ہے؟ سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا۔ یہ میرے اور سیدنا رسول کریمؐ کے درمیان راز کی بات ہے جسے میں ظاہر نہیں کر سکتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب سیدنا رسول کریمؐ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو میں نے سیدہ فاطمہؓ سے دوبارہ دریافت کیا کہ کیا بات تھی؟ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ آنحضورؐ نے یہ فرمایا تھا کہ جبرائیلؑ ہر سال ایک مرتبہ آ کر میرے ساتھ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے مگر اس برس دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میں سمجھتا کہ میرا وقت وصال قریب ہے۔ یہ سن کر میں رونے لگی، دوسری مرتبہ آنحضورؐ نے یہ فرمایا کہ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم جنتی عورتوں کی سردار ہو۔ اس پر میں ہنسنے لگی۔

آنحضورؐ کے وصال کے وقت آنحضورؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا میرے لئے پانی لاؤ، حضرت علیؓ نے پانی پیش کیا آپؐ نے پیالے میں دست مبارک ڈالا اور اپنے چہرہ انور پر ملتے ہوئے فرمایا

اے اللہ! نزع کی سختی میں میری مدد فرما

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہؐ پر مرض کی شدت کا غلبہ ہوا تو سیدہ فاطمہؓ نے دردناک آواز میں کہا ہائے میرے ابا جان آپؐ کو کتنی تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا بیٹی! آج کے بعد تمہارے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی۔ حضرت فاطمہؓ کیونکہ آنحضورؐ سے بے پناہ محبت کرتی تھیں۔ اس لئے جب رسول اللہؐ کا وصال مبارک ہوا تو سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کہنے لگیں اے میرے ابا جان! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے پاس بلا لیا ہے۔ اے میرے ابا جان! آپؐ جنت میں سکونت پذیر ہو رہے ہیں۔ اے میرے ابا جان! آپؐ اپنے اللہ تعالیٰ کے کتنے قریب ہیں۔ سیدہ فاطمہؓ نے نہ ماتم کیا نہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑا جب صحابہ کرامؓ آنحضورؐ کے دفن کے بعد سیدہ فاطمہؓ کے پاس آئے تو آپؓ نے فرمایا

’’تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کر لیا کہ سیدنا رسول کریمؐ پر مٹی ڈالو۔‘‘

اس پر صحابہؓ نے عرض کی اے زہراؓ! ہم بھی غم میں مبتلا تھے مگر ہم کیا کر سکتے تھے حکم شرع سے چارہ نہیں ہے۔ اس کے بعد سیدہ فاطمہؓ اپنے والد محترمؐ کی قبر اقدس پر آئیں۔ اور کہا

جو کوئی احمدؐ کی قبر انور کی خاک سونگھ لے اس پر لازم ہے کہ پھر کبھی خوشبو نہ سونگھے مجھ پر جو مصیبتیں پڑی ہیں اگر وہ دنوں پر پڑتی تو وہ راتوں میں تبدیل ہو جاتے۔‘‘

بعض علماء کا کہنا ہے کہ یہ اشعار حضرت علیؓ کے ہیں۔ یہ اشعار جس کے بھی ہوں بے پناہ محبت کو ضرور ظاہر کرتے ہیں۔ گویا آنحضورؐ کی محبت کا ایک سمندر تھا جو آپؓ اور صحابہؓ کے دلوں میں ٹھاٹیں مار رہا تھا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی سیرت مبارکہ ہر لحاظ سے مومن خواتین کے لئے اعلیٰ ترین نمونہ ہے آپؓ کی گھریلو زندگی اور حیات طیبہ کے دیگر معاملات و واقعات سے صبر و شکر اور رب تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے کا درس ملتا ہے۔ ان کی سیرت کے چند واقعات

میں یہاں درج کرتی ہوں۔

حالت بخار میں گھر کا کام

سیدہ فاطمہؓ کو اپنے گھر کے کام کاج اپنے ہاتھوں سے کرنا اور اپنے خاوند کی خدمت کرنا بہت محبوب تھا ایک مرتبہ سیدہ فاطمہؓ کو بخار ہوگیا۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ وہ رات سیدہ فاطمہؓ نے بڑی بے چینی اور اضطراب کی حالت میں کاٹی میں بھی ان کی بے چینی اور درد و کرب کے باعث رات بھر پلک نہ جھپک سکا۔ رات کے آخری پہر ہم دونوں کی آنکھ لگ گئی۔ فجر کی اذان کی آواز سن کر میں فوراً اٹھ کھڑا ہوا تو دیکھا سیدہ فاطمہ مجھ سے بھی پہلے وضو کر رہی ہیں۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ رات بھر بخار سے تڑپتی رہی ہیں اگر بجائے وضو کے تیمّم کر لیں تو بہتر تھا۔ مگر میں نے زبان سے کچھ نہ کہا۔ سیدھا مسجد میں چلا آیا اور نماز ادا کی جب نماز پڑھ کر واپس آیا تو دیکھا کہ سیدہ فاطمہؓ حسب معمول چکی پیس رہی ہیں اور آثار مرض چہرہ سے نمایاں ہیں۔ میں نے نہایت نرمی سے کہا فاطمہ! تمہیں اپنے آپ پر رحم نہیں آتا رات بھر تو تمہیں بخار رہا۔ ساری رات تڑپ کر گزاری۔ صبح اٹھیں تو ٹھنڈے پانی سے وضو کر لیا اور پھر چکی پیسنے بیٹھ گئیں۔ اتنی محنت کیوں اٹھا رہی ہو اور مرض کو اپنے ہاتھوں سے بڑھا رہی ہو۔ سیدہ فاطمہؓ نے احترام کے ساتھ جواب دیا ''اگر میں اپنے فرائض کی ادائیگی میں مر بھی جاؤں تو یقین کر لیجئے کہ میں انتہا سے زیادہ خوش ہوں گی اور مجھے ابدی مسرت ملے گی۔ میں نے وضو کیا اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے اور چکی پیسی آپ کی اطاعت کے لئے اور بچوں کی خدمت کے لئے اب آپ ہی بتائیں کہ فاطمہؓ کے لئے ان دونوں فریضوں سے بڑھ کر اور کون سا فریضہ ہوسکتا ہے۔''

گھریلو کام کی تقسیم

حضرت امام حسنؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے گھر کے کام کاج کی انجام دہی کی صورت یہ تھی کہ باہر کے جتنے کام تھے ان کو ہمارے والد بزرگوار حضرت علیؓ انجام دیتے تھے اور گھر کے اندر کے کام حضرت والدہ ماجدہ انجام دیتی تھیں اور انہی کاموں میں ہماری ضرورتوں کی بجا آوری بھی ان کے ہی ذمہ تھی۔ آپؓ اپنی خانہ داری کے کاموں کی انجام دہی میں کبھی کسی اپنے قریبی عزیز یا ہمسایوں کو اپنی معاونت یا ہاتھ بٹانے کی تکلیف نہیں دیتی تھیں۔ کام کی کثرت سے نہ گھبراتی تھیں سب کام خود ہی کرتی تھیں۔

آنحضرتؐ کی ناپسندیدگی کا خیال

ابوداؤد اور نسائی کی روایات میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضورؐ کسی غزوہ سے تشریف لائے سیدہ فاطمہؓ نے خیر مقدم کے طور پر اپنے گھر کے دروازے پر پردے لگائے اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کو چاندی کے کنگن پہنائے۔ آنحضورؐ حسب معمول سیدہ فاطمہؓ کے یہاں آئے تو اس دنیوی سازوسامان کو دیکھ کر واپس تشریف لے گئے۔ سیدہ فاطمہؓ کو آنحضورؐ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک کر دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے کنگن اتار ڈالے بچے روتے ہوئے آنحضورؐ کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے (صحابہ کرامؓ) سے فرمایا۔

''یہ میرے اہل بیت ہیں، میں نہیں چاہتا کہ وہ ان زخارف (ظاہری آرائش) سے آلودہ ہوں۔ اس کے بدلے فاطمہؓ کے لئے عصیب کا ایک ہار اور ہاتھی کے دانت کے کنگن خرید لاؤ''۔

زیادہ محبوب

ایک مرتبہ لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ آنحضورؐ کو اولاد پاک میں کون زیادہ محبوب تھے۔ فرمایا، فاطمہؓ پوچھا مردوں میں کون؟ فرمایا ان کے شوہر علی۔

ایک دن آنحضورؐ حضرت علیؓ سے خوش طبعی فرما رہے تھے کہ حضرت علیؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ! آپؐ کو فاطمہ زیادہ عزیز ہیں یا میں۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ فاطمہ تم سے زیادہ مجھے پسند ہیں اور تم اس سے زیادہ مجھے عزیز ہو۔

حضرت عمر فاروقؓ سے مروی ہے کہ وہ ایک دن سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا۔ اللہ کی قسم! اے فاطمہ! میں نے کسی کو سیدنا رسول کریمؐ کے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب نہ دیکھا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں نے آپ کے والد ماجدؐ کے بعد کسی شخص کو اپنے نزدیک آپ سے زیادہ محبوب نہ پایا۔

جگر گوشہ رسولؐ

ایک حدیث پاک میں آتا ہے کہ سیدنا رسول کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔

''فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے انہیں تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے ان سے بغض رکھا بلاشبہ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔''

پھر فرمایا۔

''بے شک اللہ تعالیٰ فاطمہ کے غصہ سے غضب فرماتا ہے اور ان کی رضا سے خوش ہوتا ہے۔''

پھر فرمایا ''بلاشبہ فاطمہ مجھ سے ہے۔''

سیدہ فاطمہؓ جب تشریف لاتیں تو آنحضورؐ ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ تھام لیتے۔ ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے ان کے لئے چادر بچھاتے۔

آنحضرتؐ کی خوشی

آنحضورؐ ہمیشہ حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ جب کبھی حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے مابین گھریلو معاملات کے بارے میں رنجش ہو جاتی تو آنحضورؐ دونوں میں صلح کرا دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آنحضور سیدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی اور حضرت علیؓ کے درمیان صلح کرا دی اور گھر سے بڑے خوش خوش باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ نے پوچھا، یا رسول اللہؐ! آپ کے گھر میں تشریف لے گئے تھے تو اور حالت تھی اور اب آپ اس قدر خوش کیوں ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا، میں نے ان دو افراد میں مصالحت کرائی ہے جو مجھ کو محبوب ترین ہیں۔

آنحضرتؐ سے مشابہت

جامع ترمذی میں ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ فاطمہ بنت رسول اللہؐ کی نسبت چال چلن میں، انداز میں، سیرت میں، کھڑے ہونے میں، بیٹھنے میں سیدنا رسول کریمؐ سے زیادہ مشابہ ہو اور جس وقت فاطمۃ الزہرا نبی کریمؐ کے پاس آتی تھیں تو آپؐ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے تھے اور ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے تھے۔

سخاوت و ایثار

حضرت امام حسنؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سارا دن بھوکے رہنے کے بعد شام کے وقت ہم لوگوں کو کھانا میسر ہوا۔ والدہ ماجدہ نے پہلے تو ہم لوگوں کو کھلایا، پھر سب کے بعد خود کھانے کے لئے بیٹھیں۔ ابھی لقمہ توڑ کر تناول فرمانا چاہتی تھیں کہ دروازہ پر ایک سائل نے صدا لگائی کہ محتاج اور حاجت مند ہوں۔ دو وقت کا بھوکا ہوں۔ اس بھوکے کی آواز سن کر سیدہ فاطمہؓ بے چین ہوگئیں۔ روٹی کا ٹکڑا رکھ دیا اور وہ پوری روٹی مجھے دے کر فرمایا کہ جاؤ اس بھوکے کو دے آؤ۔ میں نے پوچھا اماں جان! آپ خود بھی تو بھوکی ہیں۔ ارشاد فرمایا بیٹا تمہاری ماں تو صرف ایک ہی وقت کی بھوکی ہے جب کہ یہ سائل دو وقت کا بھوکا ہے۔ یہ سن کر میں اٹھا اور سائل کو روٹی دے دی۔

عبادت الٰہی

حضرت خواجہ حسن بصری حضرت علیؓ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا باوجود یہ کہ سیدہ فاطمہؓ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں اکثر مصروف رہتی تھیں مگر گھر کا کوئی کام بے وقت نہیں ہونے پاتا تھا۔ ان کی کثرت عبادت کی وجہ سے مجھے امور خانہ داری میں کبھی کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔

حضرت خواجہ حسن بصری سے ہی روایت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترک نہ کرتی تھیں۔ حضرت امام حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں ساری رات نماز میں مشغول رہتی تھیں حتیٰ کہ صبح طلوع ہو جاتی اور میں نے انہیں مسلمانوں اور مسلمان خواتین کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا۔ آپؓ کو قرآن کریم کی تلاوت سے خاص شغف تھا اور تلاوت کرتے ہوئے آنسوؤں کے قطرے مصلے پر گرتے جاتے۔ حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں سیدہ فاطمہؓ کے گھر آیا میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسنؓ و حسین بکرے کی کھال پر لیٹے ہوئے آرام فرما رہے ہیں اور سیدہ فاطمہؓ اپنے ہاتھ سے پنکھا جھل رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن حکیم کی تلاوت فرما رہی ہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علیؓ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپؓ روٹی پکاتی جاتی ہیں اور نہایت خوش الحانی سے قران حکیم کی تلاوت بھی کرتی جاتی ہیں۔

اولاد پاک

آپؓ کے بطن سے جو اولاد ہوئی ان کی تعداد پانچ بتائی جاتی ہے۔ یعنی تین بیٹے اور دو بیٹیاں جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ حضرت امام حسنؓ
2۔ حضرت امام حسینؓ
3۔ حضرت زینبؓ
4۔ حضرت ام کلثومؓ
5۔ حضرت محسنؓ

حضرت محسن کا انتقال بچپن میں ہی ہو گیا تھا۔

ترمذی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! آپؐ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ محبت کس سے ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا حسنؓ اور حسینؓ سے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سینے سے لے کر سر تک حسنؓ آنحضورؐ سے مشابہہ تھے۔ حضرت امام حسینؓ نے شہادت کا رتبہ پایا اور اس پورے خاندان میں میدان کربلا میں بہت تکالیف اٹھائیں اور باطل کے خلاف ہمیشہ ڈٹے رہے۔ بے شک سیدہ فاطمہؓ کی اولاد پاک سے آنحضورؐ کے پاکیزہ اخلاق اور نمونہ کی خوشبو آتی تھیں۔ آنحضورؐ حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادوں سے بے پناہ محبت فرماتے تھے۔

وصال مبارک

سیدہ فاطمہؓ آنحضورؐ کے وصال کے تقریباً چھ ماہ بعد وفات پا گئی تھیں۔ آنحضورؐ نے ان کو فرمایا تھا کہ فاطمہؓ تم جنت میں مجھے سب سے پہلے ملو گی۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی خاتون کو حضرت فاطمہؓ کی سیرت مبارکہ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مکرم صوبیدار عبدالمنان صاحب دہلوی

حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کی محبت وشفقت کے واقعات

مکرم سید میر داؤد احمد صاحب مرحوم پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ نے بڑی بھرپور زندگی گزاری۔ بھرپور زندگی تو بہت سے لوگ گزارتے ہیں لیکن آپ کی زندگی کی خاص بات یہ تھی کہ آپ انسانی ہمدردی، خدمت خلق اور محبت وشفقت کا ایک حسین وجمیل پیکر تھے کہ ہر شخص آپ کا گرویدہ نظر آتا تھا۔ حضرت میر صاحب کی زندگی اتنی ہمہ گیر تھی کہ اس پر ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے اس وقت میں چند ایک تاثرات پر اکتفا کرتا ہوں۔

اس عاجز کو سید میر داؤد احمد صاحب کو بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ آپ سلسلہ کے فدائی خلافت کے عاشق اور اسوہ رسولؐ کے پابند دین کی بقاء کے لئے جان پر کھیل جانے والے نڈر مجاہد، غریب پرور محنتی اعلیٰ درجے کے منتظم، منکسر المزاج اور بے نفس انسان ہونے کے علاوہ اور بھی خوبیوں کے مالک تھے جب بھی ملتے تو مجھ سے پوچھتے صوبیدار صاحب آپ کب سوتے ہیں؟ خاکسار عرض کرتا کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہاں جاگنے کے لئے لایا ہے تو پھر کتنی ناشکری ہوگی کہ میں اس سنہری موقع کو سو کر گزار دوں نہ میں خود سوتا ہوں اور نہ ہی میرے ساتھی۔ آپ ہنستے ہنستے کئی دفعہ فرماتے کہ صوبیدار صاحب آپ کو کیوں نہ کسی کمرہ میں بند کر دیا جائے تا کہ آپ بھی سو کر آرام کرلیں میں ہر چند دیکھتا تھا کہ یہ مرد مجاہد انتھک محنت کرتا ہے جس نے سلسلے کی بہت سی ذمہ داریاں سنبھالی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود ہر لمحہ ہشاش بشاش اور خوش وخرم نظر آتا ہے کبھی بھی میں نے آپ کی پیشانی پر شکن نہ دیکھی آپ کا طرز تکلم بھی نرالا تھا دوسرے کی پاسداری کا بہت خیال رکھتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پاؤں کے انگوٹھے کے ناخن میں ایک تکلیف پیدا ہوگئی جس کی وجہ سے حضور کبھی کبھی مخمل کا سیاہ بوٹ پہنا کرتے تھے۔ حضور نخلہ مقام پر تشریف فرما تھے۔ ایک دن بعد نماز عصر مکرم میر صاحب اندرون خانہ سے باہر تشریف لائے تو ان کے ہاتھ میں وہ بوٹ تھا۔ میرے قریب آ کر فرمانے لگے یہ بوٹ حضور کا ہے بالکل نیا ہے حضور کے لئے آیا ہے صوبیدار صاحب اگر پسند کریں تو رکھ لیں۔ اللہ اللہ کیا عجیب انداز جودوسخا تھا۔ اسی طرح میرے پاس تقریباً دو سال سے گرم کوٹ نہیں تھا اور صبر وشکر اور الحمد للہ کہتے ہوئے ٹھنڈے کوٹ پر ہی قناعت کرتا رہا۔ ایک سال جلسہ سالانہ سے قبل جبکہ ابھی سردیوں کی آمد آمد تھی۔ رات کی تاریکی میں ایک بچہ میری عدم موجودگی میں آیا اور ایک نہایت بہترین قسم کا جیکٹ غریب خانہ پر دے کر چلا گیا جس کی جیب میں ایک سر بند لفافہ رکھا ہوا تھا جب میں گھر آیا اور لفافہ کھولا تو اندر سے چٹ چھوٹی سی نکلی جس پر لکھا تھا کہ بالکل نیا ہے کسی نے ایک مرتبہ نہیں پہنا اگر پسند فرمائیں تو وہ پہن کر شکریہ کا موقع دے دیں۔

والسلام

سید داؤد احمد

حضرت مصلح موعود کی بیماری کے ایام میں سیر کے لئے جاتے ہوئے حضور کو کار میں بیٹھتے اترتے وقت حضرت میر صاحب اور محترم سید عبدالرزاق شاہ صاحب سہارا دیتے تھے کئی مرتبہ حضرت شاہ صاحب سلسلہ کے کام کے سلسلہ سے باہر رہتے تو مجھے ہدایت دیتے کہ شاہ صاحب نہیں ہیں آپ ہمارے ساتھ حضور کو سہارا دیں گے۔ غرضیکہ حضور کو آرام پہنچانے اور سیر کی باقاعدگی کو برقرار رکھنے اور بہت ہی عمدگی سے اہتمام فرماتے رہتے تھے اس کے علاوہ نہایت لطیف گفتگو کر کے حضور کو خوش رکھنا بھی آپ ہی کا خاصہ تھا اس طرح حضور کی طبیعت میں بشاشت پیدا ہو جاتی ہے جس کا حضور کی صحت پر نہایت خوشگوار اثر پڑتا اور حضور خوشی خوشی گھر میں واپس داخل ہوتے تھے۔

حضرت میر صاحب جتنا عرصہ بھی جلسہ سالانہ کے آفیسر رہے دن اور رات میں بار بار خود آ کر مہمانوں کی آمد کھانے کی تیاری تقسیم خوراک اور ہر قسم کی اونچ نیچ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو باخبر رکھتے روزانہ رات کو حضور کی خدمت اقدس میں تحریری رپورٹ بھی باقاعدگی سے بھیجتے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ مکرم میر صاحب جامعہ کے طلباء کی ایک اچھی خاصی جمعیت کے ہمراہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے صحن میں تشریف لائے اور عاجز سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔ صوبیدار صاحب اجازت ہو تو ہم حضور کے گھروں کی چھتیں درست کر دیں۔ پہلے میرا خیال تھا کہ محترم صاحب ان بچوں کو حضور سے ملاقات کے لئے لائے ہوں گے مگر انہوں نے بار بار اصرار فرمایا کہ آپ اجازت دے دیں اور اندر بھی اطلاع کر دیں اور اپنا پہرہ کا انتظام درست کر لیں اس پر مجھے یقین ہوگیا لہٰذا اندر اطلاع کر دی گئی اور اطلاع کے بعد مکرم میر صاحب تمام طلباء کو لے کر چھت پر چڑھ گئے۔ شدت کی گرمی تھی اور چلچلاتی دھوپ۔ اسی حالت میں جھلسی ہوئی چھتوں کی مٹی اکھیڑ اکھیڑ کر نیچے گرانی شروع کر دی مسلسل کئی دن تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اپنی نگرانی میں چھتوں کی اس عمدگی سے درستی کروائی کہ پھر کسی چھت ٹپکنے کی شکایت سننے میں نہیں آئی۔ مجھے بے حد حیرانی ہوئی کہ جتنا عرصہ چھتیں زیر تعمیر رہیں مکرم میر صاحب بھی اپنی قمیص اتار کر صرف بنیان پہن کر مٹی اکھیڑنے اور چیزیں پکڑانے میں ان طلباء کے دوش بدوش مصروف کار رہے اور آپ کے تمام ساتھی گرد وغبار سے اٹے پڑے ہوتے اور پسینہ سے شرابور سب کے سب سر منہ اور بدن گرد اور کیچڑ سے لت پت مگر ایک لمحے کے لئے بھی کسی قسم کی خجالت محسوس نہیں کرتے بلکہ چہرہ پر تبسم بشاشت، شگفتگی کے آثار شروع سے آخر تک نمایاں رہتے۔

اس خدمت کے دوران آپ اپنے رفقاء کار کے لئے ٹھنڈے پانی، چائے، آرام دہ وقفوں اور ان کے کھانے پینے غرضیکہ ہر بات کا خیال رکھتے رہے اگر کسی کو طبی امداد کی ضرورت پیش آ جاتی تو اسے بھی کسی صورت نظر انداز نہ ہونے دیتے۔

کم عمری میں اتنے ذہین فہیم خلوص محبت اور دیانتدار بھرپور، خال خال ہی نوجوان دیکھنے میں آتے ہیں جن میں ایک مکرم میر صاحب بھی تھے اور یہ سلسلہ ایام جلسہ سالانہ کی ابتداء سے لے کر مہمانوں کی واپسی تک جاری رہتا۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے بند ہونے پر اس عاجز کے ذریعہ رپورٹ بھجوا دیتے آپ کو مہمانوں کی نگہداشت و دلداری میں پورے طور پر منہمک پایا گیا اکثر ایسا ہوا کہ میں نے حضرت میر صاحب کو رات کے ایک بجے حلقہ بیت مبارک کی حدود میں گشت کرتے پایا تو پھر تہجد کے وقت بھی حلقہ بیت مبارک سے گزرتے دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ محترم میر صاحب نے جلسہ کے پورے ایام میں آرام کو پورے طور پر خیرباد کہہ دیا ہے۔

مکرم میر صاحب کو کھانا کھانے کا اتنا خود لطف نہیں آتا تھا جتنا مہمانوں کو کھلا کر سکھ اور آرام پہنچا کر دلی مسرت و راحت محسوس کرتے تھے میں نے اکثر دیکھا کہ میر صاحب کے ساتھ جامعہ احمدیہ کا کوئی نہ کوئی طالب علم بطور معاون موجود رہتا میں نے حضرت میر صاحب سے کھانے کے متعلق دریافت کیا اور خود اپنا حال بھی بتایا کہ عاجز کو کام کی کثرت کی وجہ سے کھانا کھانے کی فرصت نہیں ملتی جلدی جلدی کھانا کھا کر ڈیوٹی پر پہنچ جاتا تو جناب میر صاحب آپ کا کیا حال ہے اس پر میر صاحب نے فرمایا چائے جتنی دفعہ پلاؤ کھڑے کھڑے پی لیتا ہوں کھانے کا تو مجھے فکر نہیں ہوتا البتہ کھلانے میں شیر ہوتا ہوں میں اپنے کھانے کی مطلقاً فکر نہیں کرتا یہ سن کر مجھے تعجب ہوا کہ جو شخص ایک لاکھ مہمانوں کا کھانا تیار کرواتا ہے وہ اپنی فکر نہیں رکھتا یہ انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ محترم کیپٹن محمد رمضان صاحب نے مکرم میر صاحب کو خط لکھا کہ آپ چیئرمین کمیٹی ربوہ کے عہدہ سے کیوں دستبردار ہوئے آپ نے جواباً فرمایا کہ میں واقف زندگی ہوں مجھے یہ دنیاوی عہدہ پسند نہیں ہے جس خاندان نے سلطنت مغلیہ کے کمانڈر انچیف کے عہدہ پر لات مار کر درویشی اختیار کر لی تھی تو پھر کیوں نہ اس خاندان کا چشم و چراغ اپنے بزرگوں کی روایات کو زندہ تابندہ رکھتا۔

1965ء کی جنگ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کے گھر سے اوپر والے حضور کے کمرہ میں منتقل ہونا تھا تو اس کمرہ میں ائیر کنڈیشنر لگوایا گیا مکرم میر صاحب نے کاریگروں کے پاس موجود رہ کر جلد سے جلد کام مکمل کروایا اور پھر جب حضور کو اس کمرے میں لانے کا مرحلہ پیش آیا۔ تو دور کا چکر دے کر لانا پسند نہیں کیا بلکہ سیڑھی کے قریب سے دیوار تڑوا کر اس میں دروازہ نصب کروایا اور پھر اس راہ سے حضور اوپر تشریف لائے ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحب حضور کے آرام پہنچانے کے لئے ذرا ذرا سے بات کو مدنظر رکھتے تھے بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بھی اس طرح محبت اور پیار کا سلوک جاری رکھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیماری کے ایام میں احمد نگر کے باغ میں تشریف لے گئے اس موقعہ پر خان صاحب عبدالمجید خان آف ویرووالی نے دو عدد موٹے موٹے سیو بیر جو کہ سیب کے برابر تھے حضور کی خدمت اقدس میں پیش کئے جن کو مکرم میر صاحب فوراً دھو کر چھیلا اور ایک ایک قاش کی شکل میں حضور کی خدمت میں پیش کرتے گئے ساتھ ساتھ میر صاحب ان کی تعریف کرتے جاتے تھے اسی طرح باتوں ہی باتوں میں دونوں بیر حضور کو کھلا کر بہت ہی خوش ہوئے حضور نے بھی لطف لے لے کر یہ بیر تناول فرمائے اور آپ بھی بیروں کی شیرینی کی تعریف فرماتے رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے سفر یورپ و افریقہ سے کامیاب و کامران مراجعت کی خوشی کے موقعہ پر مکرم میر صاحب نے اہل ربوہ کی طرف ایک دعوۃ طعام کا اہتمام کیا حضور اور تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کرنے کے بعد عاجز سے یوں مخاطب ہوئے صوبیدار صاحب کیا ہمیں بھی خدمت کرنے کا موقعہ دیں گے میں نے عرض کیا وہ کیا؟ فرمانے لگے آپ کے تمام عملہ پہرہ حفاظت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں آپ اپنے تمام عملہ کو حضور کے ہمراہ کھانے میں شریک کرلیں۔ تا کہ یہ لوگ بھی سب کے ساتھ مل کر کھالیں اور جب حضور تشریف لے جائیں تو پھر انہیں بھوکا نہ جانا پڑے عاجز نے آپ کی دلی خواہش کو سر آنکھوں پر جگہ دی اس پر فرمانے لگے آپ کا بہت بہت شکریہ آپ ایک دن بھی یہ برداشت نہ کرتے تھے

باقی صفحہ 6 پر

مکرم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نواب شاہ

مکرم رانا محمد سلیم صاحب کی یاد میں

''باری تو ضلع سانگھڑ کی تھی مگر فوقیت اور باری آپ کا ضلع نواب شاہ لے گیا۔''

یہ تھے وہ تمناؤں سے بھرے الفاظ جو مکرم ومحترم رانا سلیم صاحب نے بیت سانگھڑ میں ادا کئے جب کہ خاکسار اپنے ضلع کے احباب کے ہمراہ ان کی والدہ کی وفات پر حاضر ہوا تھا۔ نہ جانے وہ کیسی گھڑی تھی۔ وہ قبولیت کے کیسے لمحات تھے کہ خدا تعالیٰ نے جلد ان کی آرزو اور خواہش پوری کر دی اور وہ بھی اپنا خون، احمدیت کی خاطر نچھاور کر کے سرخرو ہو گئے۔ مکرم رانا صاحب نے یہ الفاظ محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب میر پور خاص اور مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب نواب شاہ سندھ کی راہ مولیٰ میں قربانی کے حوالہ اور تناظر میں کہے تھے۔

کچھ لوگ/شخصیات اپنے شہر اپنے علاقہ کی شناخت و پہچان و آن ہوا کرتے ہیں۔ وہ جان محفل و سنگھار ہوا کرتے ہیں۔ مکرم رانا صاحب بھی انہی منتخب احباب میں شامل تھے۔ وہ سانگھڑ علاقہ کی زندہ پہچان بن چکے تھے اور خلافت کے میدان میں اک نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔

دراز قد، وجیہہ، خوبصورت، مضبوط جسم، متحرک وجود کے مالک تھے۔ اپنی دھن کے پکے، جماعتی/ذیلی تنظیموں کے لئے ہر وقت فکر کرنے والے انسان تھے۔

خاکسار اور ان کا تعلق خدام الاحمدیہ کے حوالہ سے قائم ہوا ایک پڑوسی ضلع ہونے کی حیثیت سے تعلقات بڑھتے چلے گئے۔ امراء کا احترام وعزت ان کی نس نس میں تھا۔ مکرم سیٹھ محمد یوسف صاحب امیر ضلع نواب شاہ کا نام انتہائی عزت واحترام سے لیتے تھے اور ان کا خاص احترام وعزت کرتے تھے 1997ء۔ 1998ء (دو سال) خاکسار ناظم انصاراللہ ضلع رہا۔ مکرم رانا صاحب اس دوران ناظم ضلع بنا دیئے گئے۔ وہ جب بھی میٹنگ پر جاتے خاکسار سٹیشن پر جا کر ضرور ملاقات کرتا خاکسار سے یہ ہی کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ تم سے کچھ اور خدمت ضرور لے گا اور ہم اکٹھے میٹنگ پر جایا کریں گے۔ خدا نے اس شخص کی بات اس طرح پوری کی کہ خاکسار کا تقرر دوبارہ 2003ء میں بحیثیت ناظم انصاراللہ کے ہو گیا۔ آخر تک میٹنگز پر اکٹھے ہی جاتے رہے۔ ایک ہی کمرہ میں رہائش ہوتی۔ وہ ایک لمبا اور بڑا سا بیگ اپنے ہمراہ لے جاتے جس میں بستر، کتب، کھانا تک ہوا کرتا تھا۔ ہم رانا صاحب کے اس بیگ کا مذاق اڑایا کرتے تھے مگر وہ بات مذاق میں ٹال دیا کرتے تھے۔

گاڑی سے اترتے ہی بغیر منہ ہاتھ دھوئے وہ پہلے دفتر کے کام نمٹاتے۔ اس کے بعد واپس آ کر تیار ہو کے بقیہ امور سرانجام دیتے۔

بہت ہی پیارے انسان اور قیمتی وجود تھے۔ خلیفہ وقت اور جماعت کے عاشق صادق تھے۔ جماعت کے احسانات کا شمار کر کے ان کی زبان نہ تھکتی تھی۔ نواب شاہ سے ان کا خاص تعلق رہا۔ اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ ہر میٹنگ پر (جو مرکز بلاتا) نواب شاہ ضرور آتے۔ خاکسار نے انہیں کبھی کسی میٹنگ پر غیر حاضر نہیں پایا۔ نہ ہی کبھی وہ مرکزی میٹنگ پر غیر حاضر ہوتے۔ چاہے اس کے لئے انہیں کتنا ہی اپنے کام کا حرج کرنا پڑتا۔

مصروف انسان تھے۔ ہر کام وقت پر کرنا ان کا خاص طریق دیکھا۔ ربوہ میٹنگ ختم ہوتے ہی اسی روز واپسی ہوتی۔ نواب شاہ اتر کر سانگھڑ جاتے۔ سانگھڑ شہر کا نیو لائف اکیڈمی کے نام سے بہترین سکول چلا رہے تھے۔ پورے علاقہ میں اس سکول کا نام اور وقار ہے۔ اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر ضلع کی مجالس کا دورہ کرتے اور مجالس و جماعتوں سے رابطہ کرتے ہوئے اپنے فرائض بطریق احسن سرانجام دیتے۔

راہ مولیٰ میں قربان ہونے کے وقت آپ ناظم انصاراللہ علاقہ میر پور خاص اور نائب امیر ضلع سانگھڑ تھے۔ معمولی نیکی کی باتوں کو یاد رکھتے اور اہمیت دیتے تھے۔ اپنے ساتھیوں کی حوصلہ افزائی کرنا، آگے بڑھانا، کام سکھانا، کام لینا ان کی خاص خوبی تھی۔ ہر ایک سے احسان، خوش خلقی، پیار، عاجزی سے پیش آنا ان کی خاص خوبی ووصف تھا۔ تکبر، نام ونمود ان میں نام کو نہ تھا۔ سادگی تھی جو کہ دلوں کو متاثر کرتی اور موہ لیتی تھی۔ وہ رب کے شکرگزار، مطیع، حلیم الطبع انسان تھے۔ پیارے اور پیار کرنے والے وجود تھے۔

اکتوبر 2009ء میں علاقہ سانگھڑ کے اجتماع خدام الاحمدیہ پر نواب شاہ (اپنے امیر صاحب کی نمائندگی کرتے ہوئے) تشریف لائے۔ سارے اجتماع میں خاکسار کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر خاکسار کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ یہ زندگی کی آخری ملاقات ثابت ہو گی۔

26 نومبر 2009ء کو مغرب کے وقت سکرنڈ جماعت کے ایک دوست کا فون آیا اور مکرم رانا صاحب کی راہ مولا میں قربانی کے متعلق پوچھا۔ اس کے بعد احباب کے فونز کا تانتا بندھ گیا۔ آپ مغرب کی نماز کی ادائیگی کے بعد بیت سے باہر نکلتے ہی کسی بدبخت انسان کی گولی کا نشانہ بن کے زندہ وجاوید وامر ہو گئے اور ہمیشہ کے لئے جماعت سانگھڑ کی پہچان بن گئے۔ اک اور شہادت اک اور قربانی۔ بہرحال بہت تیزی سے اپنے کام نمٹا کے مکرم رانا صاحب خدا کے حضور حاضر ہو گئے۔ بقول شاعر ع

یاران تیز گام نے محل کو جا لیا

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ایسے قربانی دینے والے وجود ہمیشہ جماعت کو عطا کرتا چلا جائے اور بقول حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ''اگر ایک شخص گیا ہے تو خدا تعالیٰ سوا یسے وجود عطا کرے۔''

خدا کرے کہ جماعت کے قدم کبھی نہ ڈگمگائیں۔ خدا تعالیٰ سے یہ بھی استدعا ہے کہ ان کی اولاد کا آپ ہی حافظ وناصر اور آپ ہی کفیل ووکیل ہو جائے۔

دعوت الی اللہ کے سیکرٹری بھی رہے اور دعوت الی اللہ سے متعلق ایک خاص دھن خاکسار نے اس مرحوم دوست میں دیکھی جو کسی کسی انسان میں ہوتی ہے۔ مرکز بھی اسی حوالہ سے اپنے علاقہ کے لوگوں کو لے جاتے تھے۔ اک تڑپ اک لگن تھی اس شخص کے اندر اور وہ سارے کام جلد، جلد کرنے کا عادی تھا۔

پہلے ضلع نواب شاہ (خدام الاحمدیہ کے حوالہ سے) علاقہ سکھر کا حصہ تھا۔ مکرم رانا صاحب کے قائد علاقہ بنتے ہی نواب شاہ علاقہ سانگھڑ کا حصہ بنا اور مکرم رانا صاحب نے کام کا خوب حق ادا کیا۔ انصاراللہ کے حوالہ سے بھی وہ چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی اور وہ اس کا اظہار بھی کرتے تھے کہ ضلع سانگھڑ اور ضلع نواب شاہ کام کے حساب سے ایک ہی علاقہ شمار ہو۔ ایک ہی علاقہ کے ماتحت آ جائے اور مکرم رانا صاحب کو کام کرنا اور کام لینا بہرحال آتا تھا۔

1946ء میں ان کا خاندان انڈیا سے ہجرت کر کے فوجی سکیم کے تحت 2 چک نگلی ضلع سانگھڑ میں آباد ہو 88ء میں آپ جرمنی چلے گئے تھے۔ 91ء میں واپسی ہوئی۔ 96ء میں قائد ضلع سانگھڑ بنائے گئے اس کے بعد جماعتی ترقیات کا ایک نہ ختم ہونے والا دور شروع ہوا جو کہ ان کی راہ مولیٰ میں قربانی پر منتج ہوا۔ وہ عید سے ٹھیک ایک روز قبل خدا کے حضور حاضر ہو گئے ان کی نماز جنازہ بمقام چک 2 نگلی میں ادا کی گئی جس میں سندھ بھر کے احمدی احباب کثرت سے شریک ہوئے۔ بعدازاں ان کی تدفین ربوہ ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے تدفین والے روز بہت پیار اان کا تذکرہ فرما کر انہیں امر کر دیا۔

آپ کا ایک بیٹا۔ دو بیٹیاں اور 9 بہن بھائی ہیں آپ بہن بھائیوں میں پانچویں نمبر پر تھے۔

جس روز آپ کی میت قراقرم ایکسپریس سے نواب شاہ سے ربوہ لے جائی جا رہی تھی۔ اس روز مکرم امیر صاحب سانگھڑ ان کی تعریف میں رطب اللسان تھے اور بار بار ان کی خدمات کا تذکرہ کرتے رہے۔ ان کے بقول ''زبردست مصروفیات کے باوجود جماعتی کاموں میں بیدار مغزی سے کام انہی کا خاصہ تھا۔ انہوں نے بے انتہا محنت سے کام کیا۔ ضلع میں باقاعدہ میٹنگز کا اجراء انہی کے دور میں ہوا۔ آپ بہت ہی محنتی انسان تھے''۔ نواب شاہ شہر کے احباب کثرت سے ان کی میت کو گاڑی پر سوار کرانے آئے۔ عید والے روز ان کی نماز جنازہ غائب نواب شاہ میں ادا کی گئی۔

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ ان کے خاندان کا خود حافظ وناصر ہو اور ہم سب ان کی یادوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے والے ہوں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

بقیہ صفحہ 5 حضرت سید میر داؤد احمد صاحب

کہ جس دعوت کا انتظام ان کے ہاتھ میں ہو اس پر آئے ہوئے محافظین بھوکے ہی واپس جائیں یہاں تک کہ درویشوں بلکہ کسی کو بھی کھانے سے محروم نہیں ہونے دیتے تھے دوسری دفعہ حضور کے سفر افریقہ سے واپسی پر جو دعوت طعام دی گئی اس موقعہ پر گجرات سے نہایت نفیس مٹی کے برتن منگوا کر حضور اور تمام مہمانوں کی خدمت میں ان برتنوں میں کھانا پیش کیا گیا۔ جس وقت تمام احباب کھانا تناول فرما چکے تو کئی لوگوں کے آگے رکھے ہوئے برتنوں میں کھانا بچ گیا اس عقدہ کو محترم میر صاحب نے اس طرح سے حل کیا کہ آپ نے اعلان کر دیا دوست اپنے اپنے برتن ہمراہ لے جا سکتے ہیں اس طرح پنڈال کی صفائی بھی ہو گئی اور اس کے علاوہ برتن میں جو کھانا بچا رہا ان کے گھر والے بھی اس خوشی میں برابر کے شریک ہو گئے یہ واقعہ آپ کے حسن انتظام کے علاوہ آپ کی غیر معمولی فراست کی بھی نشاندہی کرتا ہے حضرت سید میر داؤد احمد صاحب کی تاریخ وفات 24-25/اپریل 1973ء درمیانی شب ہے۔

بچوں میں نیند کی کمی اور مٹاپے کا باہمی تعلق

بچوں میں نیند کی کمی زیادہ وزن بڑھانے کا باعث بنتی ہے۔ ماہرین نے تحقیق کے ذریعے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ چھ سے بارہ سال کی عمر کے بچوں کا دن میں نو گھنٹے سے کم سونا مٹاپے کا سبب بنتا ہے اور جو بچے زیادہ دیر تک نہیں سو سکتے نیند کی کمی کی وجہ سے وہ مستعد نہیں رہتے اور سکول میں بھی کوئی اچھی کارکردگی نہیں دکھا سکتے۔ نیند کی کمی سے بچوں میں لڑکیوں کی نسبت لڑکے زیادہ مٹاپے کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نیند بچوں کے رویوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے اور جن بچوں کو زیادہ آرام ملتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ ورزش کے ذریعے توانائی حاصل کر سکتے ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری لندن تحریر کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 13 ستمبر 2010ء کو قبل از نماز عصر بمقام بیت الفضل لندن درج ذیل افراد کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم مرزا عبدالوہاب شوکت صاحب

مکرم مرزا عبدالوہاب شوکت صاحب مورخہ 10 ستمبر 2010ء کو 76 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ آپ حضرت مرزا برکت علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بیٹے تھے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ 1961ء میں لندن شفٹ ہو گئے اور بی بی سی لندن میں بطور انجینئر لمبا عرصہ کام کیا۔ آپ نہایت ملنسار، خوش اخلاق اور مخلص انسان تھے۔ دینی کاموں میں ذوق و شوق سے حصہ لیتے تھے۔ جماعت میں مختلف حیثیتوں سے اور پھر ایم ٹی اے میں بھی اس کے آغاز سے ہی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ

مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم ربوہ مورخہ 7 جون 2010ء کو وفات پا گئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کے رفقاء حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب کی بیٹی اور حضرت محبوب عالم صاحب کی بہو تھیں۔ مرحومہ نہایت دعا گو، صوم وصلوٰۃ کی پابند اور تہجد گزار تھیں۔ تلاوت قرآن کریم کا خاص شوق تھا۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ دعوت الی اللہ اور مالی تحریکات میں بھی بڑے شوق سے حصہ لیتی تھیں۔ آپ مہمان نواز اور ضرورت مندوں کی ہمدرد نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ مکرم عبدالوہاب شاہد صاحب مربی سلسلہ کی والدہ تھیں۔

مکرمہ فرخ مبشرات صاحبہ

مکرمہ فرخ مبشرات صاحبہ اہلیہ مکرم سید مبشرات احمد صاحب آف کینیڈا مورخہ 10/اگست 2010ء کو کینیڈا میں 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ حضرت مولیٰ بخش صاحب برلاس رفیق حضرت مسیح موعود کی بیٹی تھیں۔ آپ کے نانا حضرت قاضی محبوب احمد صاحب اور سسر حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب بھی رفیق تھے۔ آپ نہایت نیک اور جماعتی کاموں میں بڑے شوق سے حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی بھی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مقبرہ موصیان کینیڈا میں تدفین ہوئی۔

مکرم بشیر الدین خاکی صاحب

مکرم بشیر الدین خاکی صاحب ربوہ مورخہ 16 جولائی 2010ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ آپ نہایت نیک اور خلافت سے محبت کرنے والے مخلص انسان تھے۔ آنکھوں کے عطیہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ واقف زندگی ڈاکٹر محمد احمد صاحب اشرف فضل عمر ہسپتال ربوہ آپ کے داماد ہیں۔

مکرمہ شمیم ناصر ڈوگر صاحبہ

مکرمہ شمیم ناصر ڈوگر صاحبہ اہلیہ مکرم ناصر احمد صاحب ڈوگر آف لاہور مورخہ 27 مئی 2010ء کو 48 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق اور جذبہ تھا اور جماعتی اجلاسات اور پروگراموں میں باقاعدگی سے شامل ہوا کرتی تھیں۔ مرحومہ نے اپنی اولاد کی نیک تربیت کی اور انہیں نظام جماعت کے ساتھ وابستہ رکھا۔

مکرمہ شمیم اختر صاحبہ

مکرمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم مسعود احمد ناصر صاحب لاہور مورخہ 15/اگست 2010ء کو وفات پا گئیں۔ آپ نہایت صابر و شاکر، بہت سی خوبیوں کی مالک ایک مخلص خاتون تھیں۔ موصیہ تھیں۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ مکرم ماسٹر غلام حیدر صاحب مرحوم سپرنٹنڈنٹ و مدرس جامعہ احمدیہ قادیان و احمد نگر کی بیٹی تھیں۔

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ

مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ والدہ مکرم مبارک احمد خان صاحب امیر جماعت سپین مورخہ 17 جون 2010ء کو وفات پا گئیں۔ آپ نہایت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ اولاد کی اچھی نیک تربیت کی۔ خدا کے فضل سے موصیہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

تقریب آمین

۞ مکرم رفیع احمد ملک صاحب صدر جماعت احمدیہ بدین ٹاؤن تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے عزیزم حمزہ احمد ملک نے خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ قرآن کریم کا پہلا دور رمضان کے بابرکت مہینے میں مکمل کر لیا ہے۔ عزیزم کی امین کی تقریب مورخہ 8 ستمبر 2010ء کو بعد نماز مغرب بیت الذکر بدین شہر میں زیر صدارت محترم نصیر احمد صاحب کھرل مربی ضلع منعقد کی گئی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد محترم مربی صاحب نے حمزہ احمد سے قرآن کریم سنا اس کے بعد مختصر خطاب کیا اور آخر پر دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قرآن کریم کے معارف سمجھنے کی توفیق دے اور آئندہ زندگی کیلئے مشعل راہ بنائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دارالذکر لاہور تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری عبدالوحید خاں صاحب سابق سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور بعارضہ فالج بیمار ہیں کچھ عرصہ قبل موصوف اپنے گھر کے صحن میں پھسل کر گر گئے تھے۔ جس کی وجہ سے کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ آپریشن کے ذریعہ ہڈی کو ٹھیک کر دیا گیا ہے۔ واکر سے تھوڑا سا چلنا پھرنا شروع کیا ہے مگر ضعیف العمری کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے بستر پر لیٹے رہتے ہیں۔ جس سے معدہ میں انفیکشن ہو گیا ہے چند دن قبل موصوف کا بلڈ پریشر اچانک ہائی ہو گیا شوگر بہت ہی کم ہو گئی۔ اب گو طبیعت پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ مگر کمزوری بہت ہے احباب کرام سے موصوف کی کامل و عاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم ناصر احمد صاحب دارالعلوم شرقی نور ربوہ بعض عوارض کی وجہ سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

گمشدہ پرس

۞ ایک دوست کا پرس گولبازار میں گم ہو گیا ہے جس میں کچھ نقدی، شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائسنس کی فوٹو کاپی ہے۔ جس دوست کو ملے وہ دفتر صدر عمومی میں جمع کروادیں۔

(جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

بندش بجلی

۞ مورخہ 20 اور 22 ستمبر کو چناب نگر فیڈر اور مورخہ 28 اور 30 ستمبر نیز 5/اکتوبر 2010ء کو ڈاور فیڈر اور چناب نگر فیڈر بند رہنے کی وجہ سے صبح 6 تا 12 بجے دوپہر بجلی کی رو معطل رہے گی احباب مطلع رہیں۔

(اسسٹنٹ مینیجر فیسکو ربوہ)

اینی بیسنٹ

آل انڈیا ہوم رول لیگ کی بانی

ممتاز برطانوی سماجی ورکر اینی بیسنٹ (Annie Besant) یکم اکتوبر 1847ء کو لندن میں مسٹر ولیم پیج وڈ کے ہاں پیدا ہوئیں۔ انگلستان، فرانس اور جرمنی میں تعلیم پائی۔ 1867ء میں ایک پادری فرینک بیسنٹ سے شادی کی لیکن 1872ء میں علیحدگی ہو گئی کیونکہ میاں بیوی کے عقائد میں ہم آہنگی نہ تھی۔ پادری کٹر تھا اور اینی آزاد خیال تھی۔ مسز اینی نے انگلستان ہی میں چارلز بیڈلا کے ساتھ مل کر ٹریڈ یونین سرگرمیوں میں حصہ لیا اور پسماندہ طبقوں کی بہتری کے لئے کام شروع کر دیا تھا۔

مسز اینی اخبار ''نیشنل ریفارمر'' کی ادارت میں بھی شریک رہیں۔ فیبئین سوسائٹی کی بھی رکن رہیں جس کا مقصد اشتراکیت کی ترویج تھا۔ 1880ء میں تھیوسوفیکل (Theosophist) سوسائٹی کی رکن بن گئیں۔ 1893ء میں ہندوستان آئیں۔ یہاں آکر انڈین بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن قائم کی۔ 1898ء میں بنارس میں مرکزی ہندو کالج قائم کیا۔ جسے 1913ء میں ہندو یونیورسٹی کے لئے پنڈت مدن موہن مالویہ کے حوالے کر دیا۔ 1914ء میں ہفتہ وار ''کامن ویلتھ'' جاری کیا۔ پھر ''مدراس سٹینڈرڈ'' خرید کر اس کا نام ''نیو انڈیا'' رکھا۔

ستمبر 1917ء میں ''ہوم رول لیگ'' کے نام سے ایک نئی جماعت بنائی جس کا مطالبہ فوری اور غیر مشروط خود مختاری کا تھا۔ اس سے قبل انہوں نے دسمبر 1916ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے لکھنؤ کے اجلاس میں مسز سروجنی نائیڈو کے ساتھ شرکت کی اور قائداعظم کے خیالات کی حمایت کی۔ حکومت برطانیہ نے 15 جون 1917ء کو انہیں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا۔ قیادت کے بحران کو دور کرنے کے لئے 17 جون کو قائداعظم نے ہوم رول لیگ میں شمولیت کا اعلان کر دیا۔ اس طرح یہ جماعت ایک تحریک بن گئی اور وکالت پیشہ لوگ اس جماعت کی رکنیت قبول کرنے لگے۔ قائداعظم کو ہوم رول لیگ کی بمبئی شاخ کا پہلا صدر منتخب کر لیا گیا۔

جب گاندھی جی کو ہوم رول لیگ کا صدر بنایا گیا تو انہوں نے قائداعظم کے اثرات کو سیاسی طور پر کاٹنا شروع کیا تو قائداعظم اور ان کے قریبی ساتھیوں نے ہوم رول لیگ سے استعفیٰ دے دیا۔ ستمبر 1917ء میں مسز اینی کو رہا کیا گیا۔ وہ آخر عمر میں ہندومت کی طرف مائل ہو گئی تھیں۔ متعدد تصانیف ان سے یادگار ہیں۔ خصوصاً بھگوت گیتا کا انگریزی ترجمہ۔ 20 ستمبر 1933ء کو مدراس میں انتقال ہوا اور ''اڈیار'' (مدراس) میں ان کی میت کو ہندو رسوم کے مطابق جلایا گیا۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

24 ستمبر 2010ء

5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-40 am	تلاوت
5-55 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
6-30 am	لقاء مع العرب
7-40 am	تاریخی حقائق
8-15 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-50 am	زندہ لوگ
9-25 am	ترجمۃ القرآن
10-30 am	مسیح ہندوستان میں
11-05 am	تلاوت اور درس حدیث
11-25 am	تاریخی حقائق
11-55 am	زندہ لوگ
12-25 pm	گلشن وقف نو حضور انور کے ساتھ لجنہ کلاس
1-30 pm	سرائیکی سروس
2-00 pm	سوال و جواب
3-05 pm	انڈونیشین سروس
4-05 pm	سیرت صحابیات ﷺ
5-00 pm	خطبہ جمعہ Live
6-10 pm	تلاوت اور درس حدیث
6-30 pm	زندہ لوگ
7-00 pm	بنگلہ سروس
8-00 pm	ریئل ٹاک
9-00 pm	خبرنامہ
9-15 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
10-30 pm	لجنہ اماء اللہ یوکے اجتماع 2004ء
11-05 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
11-30 pm	عربی سروس Live

25 ستمبر 2010ء

1-35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
2-40 am	ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
3-10 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
3-40 am	سوال و جواب
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-00 am	تلاوت
5-35 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-25 am	لقاء مع العرب
7-40 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
9-15 am	راہ ھدیٰ
11-05 am	تلاوت اور درس حدیث
11-30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
12-05 pm	زندہ لوگ
12-35 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
1-35 pm	سوال و جواب
2-45 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
4-00 pm	انڈونیشین سروس
5-00 pm	تلاوت
5-10 pm	زندہ لوگ
5-55 pm	بنگلہ سروس
7-00 pm	نظموں کا مقابلہ Live
8-40 pm	یسرنا القرآن
9-00 pm	خبرنامہ
9-20 pm	راہ ھدیٰ
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-15 pm	یسرنا القرآن
11-35 pm	عربی سروس Live

26 ستمبر 2010ء

1-35 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-10 am	گلشن وقف نو
3-10 am	راہ ھدیٰ
4-45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
6-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-30 am	تلاوت
6-45 am	یسرنا القرآن
7-00 am	لقاء مع العرب
8-05 am	خبرنامہ
8-20 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
9-30 am	زندہ لوگ
9-55 am	فیتھ میٹرز
11-00 am	تلاوت اور درس حدیث
11-25 am	گلشن وقف نو
12-25 pm	زندہ لوگ
1-00 pm	فیتھ میٹرز
2-05 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2009ء
3-00 pm	انڈونیشین سروس
4-00 pm	سندھی سروس
5-05 pm	تلاوت
5-15 pm	یسرنا القرآن
5-30 pm	زندہ لوگ
6-05 pm	بنگلہ سروس
7-00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 24 ستمبر 2010ء
8-05 pm	گلشن وقف نو
9-05 pm	خبرنامہ
9-20 pm	فیتھ میٹرز
10-25 pm	یسرنا القرآن
10-50 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-20 pm	عربی سروس Live

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع و غروب 20 ستمبر

طلوع فجر	4:28
طلوع آفتاب	5:53
زوال آفتاب	12:02
غروب آفتاب	6:10

نیلامی سامان

نظامت جائیداد کے سٹور میں مندرجہ ذیل سامان موجود ہے جو بذریعہ نیلامی مورخہ 22 ستمبر 2010ء کو بوقت 8:30 بجے صبح فروخت کیا جائے گا خواہشمند احباب استفادہ فرماویں نیلامی کی رقم موقع پر نقدی کی صورت میں وصول کی جائے گی۔

سامان

بیٹریاں، ڈرم لوہے کے۔ سکریپ لوہا، سکریپ پلاسٹک، میز لکڑی، الیکٹرک کولر اور دیگر لوہے اور لکڑی کا متفرق سامان۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

درخواست دعا

مکرم مبارک احمد شاہد صاحب ڈوگر کارکن نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھانجی مکرمہ حبۃ الکریم صاحبہ اہلیہ مکرم عامر احمد صاحب راہوالی گوجرانوالہ کو موٹر سائیکل میں برقعہ آجانے سے حادثہ پیش آیا تھا جس کی وجہ سے گلے پر شدید خراش آئی ہے۔ نیز دائیں ٹانگ کے گھٹنے میں فریکچر ہونے کی وجہ سے کافی تکلیف ہے۔ تاہم واکر سے چلنا شروع کر دیا گیا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو محض اپنے فضل و کرم سے شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مغل بینکویٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ ہال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317

بادی بواسیر کیلئے
تریاق بواسیر
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
احمدی بھائیوں کا اپنا پٹرول پمپ
اٹک پٹرولیم
جنریٹر کی سہولت | نئی انتظامیہ کے ساتھ
احمد نگر نزد ربوہ۔ سرگودھا فیصل آباد روڈ رابطہ: 0321-7715564,0300-8403289

FD-10

پاکستان الیکٹرو انجینئرنگ
نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹیفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹائٹینیم ہیٹر، پائوڈر کوٹنگ مشین، ڈی او نائزر پلانٹ
پی۔وی۔سی لائننگ، فائبر لائننگ
پروپرائٹرز: منور احمد۔ بشیر احمد
37۔ دل محمد روڈ، لاہور۔ فون: 0300-4280871, 0313-4280871, 042-37247744